احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 11 جولائی 2012ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 11 جولائی 2012ء 20 شعبان 1433 ہجری 11 وفا 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 161

صالح اولاد کیلئے دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشن کے جاری رہنے کیلئے صالح اولاد کیلئے یہ دعا کی جس کے نتیجہ میں ان کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت ملی۔

اے میرے رب! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ (الصافات:101)

احمدی عورتیں بدعات اور اسراف سے بچیں، پردہ، بچوں کی تربیت اور دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیں

رسم و رواج اور ہوا و ہوس کی بجائے خدا کی رضا کے پیچھے چلیں

حضرت مسیح موعود کی بعثت کی علت غائی ایمان، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں آگے بڑھنا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کینیڈا سے مستورات سے خطاب کا خلاصہ 7 جولائی 2012ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 36ویں جلسہ سالانہ 2012ء مسی ساگا کینیڈا کے دوسرے روز مورخہ 7 جولائی 2012ء کو مستورات سے خطاب کے لئے پاکستانی وقت کے مطابق 9 بجکر 5 منٹ پر زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تلاوت، ترجمہ، نظم اور طالبات میں تقسیم اسناد و میڈلز کے بعد حضور انور نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطاب مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر ساری دنیا میں براہ راست نشر کیا گیا اور دنیا کے کونے کونے میں موجود کروڑوں احمدیوں نے اس خطاب سے استفادہ کیا۔

حضور انور نے فرمایا پہلے تو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آج تو خاموشی ہے۔ لیکن خطبہ جمعہ کے موقع پر اطلاع ملی ہے کہ خاموشی نہیں تھی یا آواز ٹھیک نہیں تھی۔ بچوں کے حوالہ سے پہلے بھی کہا تھا کہ ماؤں کو خاموش کرائیں۔ بچوں سے زیادہ مائیں باتیں کرتی ہیں۔ اس لئے آج مائیں خاموشی سے سنیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے چھٹی شرط بیعت میں رسومات اور بدعات سے بچنے اور قرآن کی حکومت کو قائم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو روحانی انقلاب کے لئے اور تقویٰ کے حصول کے لئے اس شرط پر عمل ضروری ہے۔ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم کس حد تک ان پر عمل پیرا ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد اور علت غائی یہی ہے کہ ایمان ترقی کرے، دلوں میں تقویٰ پیدا ہو، خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین آئے اور بندے کا اپنے خالق سے تعلق قائم ہو جائے۔ اس لئے اپنے اور اپنی اولادوں کے جائزے لیں اور ان باتوں سے رک جائیں جن سے روکا ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ رسومات کی طرف عورتوں کا رجحان مردوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اور مرد گھریلو بدمزگی سے بچنے کیلئے بات مان بھی لیتے ہیں۔ لیکن بعض مردوں کا رجحان بھی حرص اور لالچ اور عیاشی کی وجہ سے اس طرف ہوتا ہے۔ یاد رکھیں احمدی معاشرے میں ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئے۔ یہ گھروں کا سکون برباد کر دیتی ہیں۔ شادی بیاہ پر فضول خرچی سے بچیں۔ بعض قرض لیتے ہیں اور پھر مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے ہر قسم کی رسومات اور بدعات سے بچیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ شادی بیاہ کے موقع پر بہت بد رسومات ہوتی ہیں۔ کھانے کھلانے میں اسراف ہوتا ہے۔ کپڑوں میں اسراف ہوتا ہے۔ دلہن نے جو کپڑے ایک یا دو مرتبہ پہننے ہیں ان پر لاکھوں روپیہ صرف ہو رہا ہوتا ہے۔ پھر شادی کارڈز پر خرچ ہوتا ہے۔ مہندی کے نام پر کئی فنکشن ہوتے ہیں کارڈز چھپتے ہیں اور پھر دکھاوے ہو رہے ہوتے ہیں۔ جہیز اور بری دکھائی جا رہی ہوتی ہے۔ پھر ان کے مقابلے ہوتے ہیں۔ دین حق نے تو شادی کے موقع پر صرف دعوت ولیمہ کا کہا ہے۔ باقی اسراف ہے۔ اس لئے اس سے خاندانوں کو بچنا چاہئے۔ احمدی معاشرہ کو بچانا چاہئے۔ یہ فضول خرچیاں وہ طوق ہیں جو گلے میں ڈالنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ انہیں طوقوں سے نکالنے کیلئے حضرت مسیح موعود آئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسراف کی وجہ سے اور ضرورت سے زائد خرچ کی وجہ سے بسا اوقات غریب لوگ بھی قرض اٹھاتے ہیں اور بے جا خرچ کرتے اور ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کو بھی اس سے بچنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کیلئے ہمارے لئے ایک بہت پیارا اصول بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ دنیاوی معاملات میں ہمیشہ اپنے سے کم حیثیت طبقے کی طرف دیکھو اور دین کے معاملے میں اپنے سے آگے والے کی طرف دیکھو۔ یعنی نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس میں دوسروں سے بڑھنے کی کوشش کرو مگر دنیاوی معاملات میں جو تم سے پیچھے رہ گئے ان پر نظر رکھو۔ اس طرح شکر کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ اگر دنیا کے معاملات میں مقابلے ہوں تو پھر بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس کشائش ہے اور یہ خرچ کر سکتے ہیں تو پھر جماعت کے غرباء اور مسکین لوگوں کا بھی خیال رکھیں۔ مریم شادی فنڈ ہے جس سے غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کئے جاتے ہیں اس میں شامل ہوں۔ اپنے مال کا اظہار اعتدال کے اندر رہتے ہوئے کریں اور غریبوں کا بھی خیال رکھیں۔ بعض

باقی صفحہ 2 پر

ضرورت واقفین ڈاکٹرز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2008ء کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں احمدی سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کو مجلس نصرت جہاں کے تحت اپنی خدمات وقف کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

”میں ڈاکٹر صاحبان کو پیغام بھی پہنچانا چاہتا ہوں۔ بلکہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ جو سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہیں۔ ان کی نصرت جہاں کے ہسپتالوں میں ضرورت ہے اور مختلف ممالک سے مطالبہ آتا رہتا ہے اگر امریکہ، برطانیہ یا پاکستان، دوسری جگہوں سے ڈاکٹرز اس کام میں شامل ہوں۔ چاہے وہ عارضی وقف کیلئے جائیں، چند دن وقف کریں، ایک ماہ کیلئے یا چند ہفتے کیلئے اس کا بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی سپیشلسٹ ڈاکٹرز جو ہیں وہ اپنے اپنے کوائف اگر بھجوائیں مرکز کو، اس کے مطابق ان کا پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔“

ایسے مخلصین سپیشلسٹ جن کو اللہ تعالیٰ حضور انور کے اس ارشاد پر لبیک کہنے کی سعادت عطا فرمائے ان سے درخواست ہے کہ اپنے کوائف درج ذیل ایڈریس پر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

دفتر مجلس نصرت جہاں، دفاتر تحریک جدید ربوہ فون نمبر: 0476212967
موبائل: 03327068497
ای میل: majlisnusratjahan@yahoo.com

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

وقف عارضی اور ملازمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

جو دوست گورنمنٹ یا کسی اور ادارہ کے ملازم ہیں ان کو سال میں کچھ عرصہ کی رخصتوں کا حق ہوتا ہے وہ اپنی رخصتیں اپنے لئے یا اپنوں کیلئے لینے کی بجائے اپنے رب کیلئے حاصل کریں اور انہیں اس منصوبہ کے ماتحت خرچ کریں۔

(الفضل 23 مارچ 1966ء صفحہ 3)

(نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی)

بقیہ صفحہ 1 حضورانور کا جلسہ سالانہ کینیڈا میں مستورات سے خطاب

غریب بچیاں رخصتی کے موقع پر صرف دو جوڑے لے کر جاتی ہیں۔ زیور بھی معمولی ہوتا ہے۔ اگر اپنی کشائش میں غرباء کا خیال رکھیں گے تو خدا تعالیٰ کی رضا ملے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں آپ لوگوں کو جو آسائشیں ملی ہیں وہ احمدیت کی وجہ سے ملی ہیں۔ وہاں کے مظالم کی وجہ سے خدا نے آپ پر یہ رستے کھولے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں۔ رسم و رواج اور ہوا و ہوس کی بجائے خدا تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چلیں۔ اس ملک میں آئے ہیں تو یہاں کی اندھی تقلید نہ کریں۔ ہر قوم میں اچھی اور بری باتیں ہوتی ہیں۔ مومن کا کام ہے کہ اچھی بات کو اپنا لے اور بری کو رد کر دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس شرط بیعت کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ قرآنی حکومت کو اپنے اوپر بکلی تسلیم کرے گا۔ قرآن کے ارشادات اور تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے۔ اپنی خواہشات کی بجائے خدا تعالیٰ کے احکامات کے تابع زندگی گزاریں۔ گمراہ نہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پردہ بھی قرآنی حکم ہے۔ اس کے متعلق امریکہ کے جلسہ پر خطاب انگریزی میں کیا تھا جو انگریزی دان طبقہ ہے ان کو فون انٹرنیٹ اور دوسری جگہ پر مل جاتا ہے یہ خطاب سننا چاہئے اور لجنہ کو بھی یہ شائع کر کے ہر گھر تک پہنچانا چاہئے۔ یاد رکھیں حیا عورت کا زیور ہے۔ سنگھار ہے۔ اس لئے پردہ کا بہت خیال رکھیں۔ حجاب اور کوٹ نہ اتاریں۔ اس ماحول سے متاثر ہو کر قرآنی تعلیم کو بھول نہ جائیں۔ لمبا کوٹ ہو ساتھ حجاب ہو جس سے سر کے بال اور ٹھوڑی کو ڈھانپا ہوا گر میک اپ نہ کیا ہو۔ مردوں کے ساتھ میل جو نہ بڑھائیں۔ اپنے آپ کو کمتر نہ سمجھیں۔ بلکہ قرآنی تعلیم کو اپنائیں۔ میں بار بار اس طرف توجہ دلاتا ہوں کیونکہ یہ کمزوری بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اگر اس کو روکا نہ گیا تو اگلی نسل کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ وہ احمدیت سے نکل جائے گی۔ خود بھی بے حجابیوں اور ہوا و ہوس میں ڈوبنے سے بچیں اور اپنی آئندہ نسل کو بھی بچائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے خیر چاہیں۔ اور حیا سب کی سب خیر ہے ہر عمل میں خیر کی تلاش کریں۔ خدا کا شکر کریں کہ اس نے حضرت مسیح موعود کی جماعت سے آپ کا تعلق جوڑا ہے۔ خدا کے انعامات کا وارث بننے کیلئے ذاتی خواہشات کی بجائے خدا کا خوف کریں۔ خدا کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ خدا تو ماں سے بھی بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اس سے تعلق قائم کریں اور ان باتوں میں نہ آئیں کہ یہ تو فلم نہیں دیکھتی۔ یہ تو لڑکوں سے باتیں نہیں کرتی۔ ان لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں۔ خدا کی رضا تلاش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ یہ باتیں اطمینان قلب کا باعث نہیں بنتیں۔ لیکن خدا کی رضا کی تلاش کریں تو خدا جنت کا وعدہ دیتا ہے اور دونوں جگہ جنت کا وعدہ دیتا ہے۔ گھروں میں سکون رہتا ہے۔ بچے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا کا خوف کریں اور برائیوں، شہوات، نفسانی خواہشات، خدا کی نافرمانی اور گناہ سے بچیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کریں۔ تا جنتوں کے وارث بنیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اطاعت کے کامل نمونے دکھائیں۔ خدا اور خدا کے رسول کے حکموں پر عمل کئے بغیر کامیابیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ ایمان لانے کے بعد ایمان کے آثار اور ثمرات بھی پیدا ہونے چاہئیں۔ یہ آثار اور ثمرات اطاعت اور اپنی حالتوں میں نیک تبدیلیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اطاعت سچے دل سے کی جائے تو ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر اطاعت اعلیٰ درجہ کی ہو تو مجاہدات کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب عہد بیعت باندھا ہے تو پھر خلیفہ وقت کی باتیں سنیں اور ان پر عمل بھی کریں۔ اصل اطاعت بہت مشکل ہے اس کیلئے نفس کی خواہشات کو ذبح کرنا پڑتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اولاد کی تربیت کی طرف بھی بہت توجہ دیں۔ ان کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ مائیں گھروں میں بچوں پر نگران ہوتی ہیں۔ جب بچوں کو ماں کی توجہ کی ضرورت ہو اور توجہ نہ دی جائے تو صحیح نگرانی اور تربیت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو مائیں کام کرتی ہیں۔ وہ بچوں کا بھی خیال رکھیں۔ اگر ملازمت یا کام ضرورت کے تحت ہے تو ٹھیک ہے اگر صرف زائد اخراجات پورے کرنے کیلئے ہے تو یہ درست نہیں۔ بچوں کو اپنی نگرانی سے محروم نہ کریں اور جو کام بھی کرتی ہیں وہ بھی بچوں کے سکول سے آنے سے پہلے گھر آئیں۔ خود بھی نمازیں پڑھیں اور بچوں کی بھی تربیت کریں۔ اپنا نمونہ صحیح ہوگا تو بچوں پر بھی اثر ہوگا۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو آئندہ نسل کے بچنے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں دعوت الی اللہ کی طرف بھی توجہ دیں۔ لیکن عورتیں عورتوں کو دعوت الی اللہ کریں۔ پمفلٹ تقسیم کریں۔ ایم ٹی اے دکھائیں۔ پہلے زمانے کی عورتوں کی مثالیں سنتی ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کیا کریں۔ کئی عورتوں نے عورتوں کی وجہ سے احمدیت قبول کی پھر اپنے خاندان کو بھی احمدی کیا۔ دعوت الی اللہ کیلئے ہر ایک کو کوشش کرنی ہوگی۔ اس کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

حضور انور نے دعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک حقیقی سچی روح کے ساتھ زندگیاں گزارے۔ احمدی عورت کے تقدس اور وقار ہر خواہش پر غالب رہے۔ آپ کی گود سے ایسے بچے نکلیں جو ہر قربانی کیلئے تیار ہوں۔ خدا کرے کہ آپ ایسا کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ کینیڈا کے جلسہ میں ساؤنڈ سسٹم کبھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ کیوں نہ یہاں کے جلسے بند کر دیں۔ ازاں بعد حضور سٹیج پر تشریف فرما رہے اور بچیوں نے نظمیں اور ترانے پڑھے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد حضور انور تشریف لے گئے۔

تعزیتی پیغام

(حضور انور کی والدہ محترمہ کے انتقال پر
مکرم عبدالمنان ناہید صاحب مرحوم کے آخری اشعار)

ہم محبت کو متاعِ دل و جاں کہتے ہیں
لوگ کیوں جذبۂ آشفتہ براں کہتے ہیں
آنکھ کھلتے ہی ہر اک دل میں بٹھایا کس نے
اولیں نقشِ محبت، جسے ماں کہتے ہیں

دل میں یہ ہے جو ہے دل میں بیاں ہو جائے
میرے محبوب میرے ساز میں آواز نہیں
آ سکوں اُڑ کے تو پھر اڑ کے چلا آؤں مگر
میرے محبوب مجھے طاقتِ پرواز نہیں

مجھے لگا کہ ترا غم بلا رہا ہے مجھے
یہ اک خیال ہی پیہم ستا رہا ہے مجھے

دلِ حزیں کو سبق صبر کا دیا میں نے
مگر یہ ہے کہ خبر سن کے رو لیا میں نے

چلی گئیں جو پرانی محبتیں کہیں دُور
خدا یہ کہتا ہے انی معک یا مسرور

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم عبدالقدیر رازی صاحب۔ آسٹریلیا

میرے والد محترم عبدالرشید رازی صاحب

مربی سلسلہ غانا، تنزانیہ، فجی، آئیوری کوسٹ اور انکی دینی مہمات

خاکسار کے والد محترم عبدالرشید رازی صاحب سابق مربی سلسلہ 29 رمضان المبارک 30 ستمبر 2008ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ شعبہ وصایا کی ضروری کارروائی مکمل ہونے پر 3/اکتوبر 2008ء کو بعد از نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ میلبورن میں ادا کی گئی اور اگلے روز سڈنی میں محترم محمود احمد شاہد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بیت الہدیٰ سڈنی کے عقب میں واقع مقبرہ موصیان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

ابا جان کی پیدائش یکم مئی 1932ء کو جالندھر میں ہوئی۔ آپ کے ابا جو کہ سکول ٹیچر تھے اور مقامی سکول میں پڑھاتے تھے لیکن اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھجواتے تھے چنانچہ والد صاحب کو بھی پرائمری کی تعلیم کے بعد قادیان بھجوا دیا گیا۔ آپ نے آٹھویں جماعت کے بعد حضرت مصلح موعود کے خطبات سے متاثر ہو کر دادا جان کو خط لکھا کہ میں زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے آ کر مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دیں۔ اس طرح آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔

1952ء میں جامعۃ المبشرین سے شاہد کرنے کے بعد آپ میدان عمل میں آئے اور 1957ء میں پہلی دفعہ آپ کو بیرون پاکستان غانا بھجوایا گیا جہاں آپ کا قیام اکرا میں تھے۔ ابا جان نے اپنے دعوت الی اللہ کے سفروں کی مختصر یادداشتیں لکھی ہیں اس میں آپ نے اکرا کے مشن ہاؤس کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

اکرا شہر کے ایک علاقہ adabaraka میں ایک چھوٹا سا کمرہ جس کے ساتھ برآمدہ بھی تھا کرایہ پر مشن کے لئے لیا ہوا تھا کچن باہر سڑک کے نزدیک تھا یہ ایک احمدی کے مکان کا حصہ تھا جہاں پر مربی کی رہائش تھی۔ آپ کو قیام غانا کے دوران افریقہ کے سربراہان مملکت کو حضرت مسیح موعود کا پیغام پہنچانے کا موقع بھی ملا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں لکھی ہے۔ غانا کے صدر ڈاکٹر Nakrumah صاحب جو افریقہ کے تمام ممالک کے آزادی کے خواہاں تھے نے افریقہ کے آزاد ممالک کے صدر صاحبان اور وزراء کی ایک میٹنگ اکرا میں بلائی اس میں مصر کے صدر جمال عبدالناصر اور وزیر خارجہ بھی شامل ہوئے یہ کانفرنس دو تین روز جاری رہی چونکہ حفاظتی انتظامات سخت تھے اس لئے کانفرنس کے دنوں میں کسی بھی ملک کے نمائندگان سے ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔ البتہ جس روز یہ نمائندگان واپس جا رہے تھے اس دن خاکسار ائیر پورٹ پہنچ گیا اور ڈیوٹی پر متعین ایک انگریز پولیس کمشنر صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں اپنی عرض بیان کی انہوں نے یہ پتہ کر کے کہ احمدی مربی ہوں خاکسار کو ائیر پورٹ کے اندر جانے کی اجازت دے دی ائیر پورٹ کی کھلی فضا میں غانا کے صدر صاحب کے ساتھ مصر کے صدر جمال عبدالناصر اور ان کے وزیر خارجہ، ایتھوپیا کے بادشاہ اور دیگر رہنما ایک دائرہ میں کھڑے تھے۔ خاکسار ان کے پاس پہنچا اور سلام عرض کر کے احمدیت کا تعارف کروایا اور کچھ عربی میں اور انگریزی میں ان تمام رہنماؤں کو حضرت اقدس مسیح موعود کا پیغام پہنچایا مصر کے وزیر خارجہ کی خدمت میں حضرت مسیح موعود کی عربی کتب پیش کیں جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ آپ کو قیام غانا کے دوران 1959ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

آپ کا دوسرا سفر اگست 1965ء میں شروع ہوا اور آپ 23/اگست کو ٹبورا تنزانیہ پہنچے اس سفر میں ہماری والدہ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور سات سال سے زیادہ آپ کو تنزانیہ میں خدمت دین کی توفیق ملی۔ تنزانیہ میں سواحیلی زبان بولی جاتی ہے۔ جو آپ نے وہاں جا کر سیکھی۔ تنزانیہ میں بھی آپ کو خدمت دین کی توفیق ملتی رہی۔ یہاں آپ کی ٹبورا ریجن میں سماجی خدمات کے اعتراف میں حکومت تنزانیہ نے آپ کو تین سال کے لئے Justice of peace مقرر کیا۔

آپ کا تیسرا بیرون ملک سفر فجی کے لئے تھا۔ جہاں آپ کو ساڑھے تین سال 1974-1977ء خدمت دین کی سعادت نصیب ہوئی۔

فجیئن احباب جماعت سے آپ کا تعلق بڑا پیار کا تھا۔ آپ جب میرے پاس دسمبر 2007ء میں تشریف لائے اور جلسہ سالانہ آسٹریلیا اپریل 2008ء میں شریک ہوئے تو تقریباً 30 سال بعد بہت سے فجیئن احمدی احباب آپ سے ملے۔ بہت سارے بچے جو کہ اس وقت چھوٹے تھے اب بڑے ہو چکے تھے۔ ان کے بزرگوں کے تعارف سے آپ کے ساتھ ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں خاکسار ایک اور احمدی مکرم و محترم لطیف مقبول صاحب کا بھی ذکر خیر کرنا چاہتا ہے۔ آپ فجی پولیس میں اعلیٰ عہدیدار تھے اور آپ کی ملاقات والد صاحب سے دوران جلسہ آسٹریلیا 2008ء نہ ہو سکی۔ غالباً وہ جلسہ کے دنوں میں فجی گئے ہوئے تھے۔ ابا جان کی وفات پر آپ Canberra سے سڈنی تشریف لائے اور بڑی دیر تک ابا جان کا ذکر خیر کرتے رہے اور ساتھ مجھے کہنے لگے کہ میں بھی یہاں کہیں ان کے پاس آجاؤں گا تقریباً 1,1/2 سال بعد ان کی وفات مارچ 2010ء میں ہوئی اور آپ بھی ابا جان کے قریب ابدی نیند سو گئے ابا جان کے ساتھ ایک دفعہ ان کا ذکر ہو رہا تھا تو ابا جان نے بتایا کہ یہ دوران سروس باقاعدگی سے ظہر کی نماز کے لئے مشن ہاؤس آجاتے اور بعض دفعہ Lunch بھی وہیں کرتے۔

آپ کو دو دفعہ آئیوری کوسٹ West Africa جانے اور خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پہلی دفعہ اکتوبر 1981ء میں گئے آپ کو ابتدائی طور پر 3 ماہ کا ویزا ملا اس ویزا کے سلسلہ میں مشکلات کا ذکر آپ نے اپنی یادداشتوں میں کیا ہے۔ دو دفعہ آپ کو قریبی ملکوں میں جا کر ویزا لینا پڑا اور پھر محض خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دعاؤں سے آپ کو ایک سال کو ویزہ ملنا شروع ہو گیا اور جب آپ 1992ء میں واپس تشریف لائے تو اس وقت آپ کے پاس آئیوری کوسٹ کا permanent residence visa تھا۔ آپ نے اپنی بیرون پاکستان سفروں کی یادداشتوں میں بے شمار واقعات لکھے ہیں جو محض خدا کے فضل اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے آسان ہوئے۔

افریقہ کے ممالک میں آج سے پچاس سال قبل جو حالات ہوں گے ان کا صرف اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کن حالات میں مربیان وہاں خدمات بجا لاتے ہوں گے لیکن ابا جان سے میں نے یا دوسرے احباب بھی ان حالات کا پوچھتے تو آپ کبھی کسی تکلیف کا ذکر نہ کرتے۔ ہاں باتوں باتوں میں اگر کہیں کوئی ذکر ہو جائے تو ہو جائے۔

آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے خلافت سے آپ کا تعلق بڑا عقیدت کا تھا۔ میں جب بھی انہیں پاکستان فون کرتا تو اکثر پوچھتے کہ حضور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھتے ہو۔ مجھے یاد ہے بچپن میں ابا نے ہمیں خود خط لکھنا سکھایا تھا۔ آپ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں کام کرتے تھے اور ہم بچوں سے خط لکھوا کر لے جاتے تھے۔ خاص طور پر جب ہم بچوں نے امتحان دینے ہوتے یا نتیجہ آتا پھر حضور کی طرف سے آنیوالے جوابی خطوں کو سنبھال کر رکھنے کی تاکید کرتے تھے خاکسار کے پاس کئی ایسے خط موجود ہیں جو بچپن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے موصول ہوئے تھے۔ آپ کا ایک بڑا احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ جب خاکسار 2001ء میں پاکستان سے کینیڈا جا رہا تھا تو آپ نے خصوصی کوشش کر کے میرے لندن میں رکنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے شرف ملاقات کا انتظام کروایا جو میری زندگی کے چند ناقابل فراموش لمحات ہیں۔ ابا جان کو ایک عرصہ دفتر تبشیر ربوہ میں اور کچھ سال دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرنے کی توفیق ملی لیکن آپ کبھی بھی گھر آ کر دفتر کی کوئی بات نہیں کرتے تھے آپ ہم سب بچوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ تھے۔ آپ کا خدا تعالیٰ پر اور دعا پر بڑا غیر متزلزل یقین تھا زندگی کے بعض ناقابل یقین واقعات ایسے ہیں جو محض خدا تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعاؤں سے ممکن ہوئے آپ خود بھی ہمیشہ دعا کرتے رہتے اور ہمیں بھی دعا کرنے کی تحریک کرتے۔ جب خاکسار پہلی دفعہ آسٹریلیا آیا تو آپ نے خاص طور پر قرآنی دعا رب انی .... پڑھنے کی تحریک کی۔ چند سال قبل جب مجھے پاکستان جا کر دو ماہ آپ کے پاس رہنے کا موقع ملا تو میں نے ہمیشہ آپ کو دعا کرتے ہی پایا۔ آپ عموماً رات کو جلدی سو جاتے اور صبح بہت جلدی اٹھ جاتے میں نے اکثر آپ کو فجر کی نماز سے پہلے تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔

آپ انتہائی رحم دل اور شفیق باپ تھے ہمیشہ مسکراتے رہتے مجھے بچپن میں سوائے ایک دفعہ کی سزا کے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی سختی بھی کی ہو۔ بچوں سے بہت پیار کرنے والے شفیق انسان تھے۔ آپ کبھی بھی اپنی بات منوانے کے عادی نہ تھے عموماً والدین اور خصوصاً والد بچوں پر سختی کرتے ہیں اور اپنی بات منواتے ہیں۔ چاہے وہ زندگی کے چھوٹے چھوٹے فیصلے ہوں یا بہت بڑے آپ عموماً تحریک کر دیتے تھے لیکن کبھی کسی معاملے میں سختی نہ کرتے تھے بلکہ دعا کرتے۔ آپ انتہائی سادہ مزاج تھے میں نے آپ کو زندگی میں کبھی فضول خرچی کرتے نہیں دیکھا چاہے وہ روزمرہ کے معاملات ہوں یا کوئی خاص۔ خاکسار کی شادی پر جو دعوتی رقعہ چھپوایا وہ بھی بالکل سادہ کاغذ پر تھا باوجود کہ میرے اصرار پر کہ کچھ تو بہتر ہو لیکن سادہ کاغذ پر ہی یہ چھپا۔ آپ مالی لین دین کے معاملات میں ہمیشہ قرآنی حکم کو سامنے رکھتے۔ چند سال قبل جب خاکسار قائد خدام الاحمدیہ میلبورن تھا مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے کچھ Sports Shirt ایک دوست کے ذریعہ پاکستان سے منگوائیں جو کہ ان دنوں پاکستان گئے ہوئے تھے۔ ابا جان کو میں نے پیسے بھیجے کہ ان دوست کو دے دیں وہ جب ابا جان سے لینے گئے تو ان سے ابا جان نے کہا کہ مجھے رسید لکھ دیں اگرچہ وہ معمولی رقم تھی لیکن پھر بھی آپ نے انہیں رسید کے لئے کہا وہ دوست اس بات کو اب بھی یاد کرتے ہیں۔

ہماری تکلیف کو جلد دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہماری چھوٹی بہن کی شادی کے بعد

ہمارے والدین امی اور ابا دونوں اکیلے ربوہ میں مقیم تھے۔ ہماری والدہ جنہیں پچھلے کئی سالوں سے Arthritus کی تکلیف ہے۔ ان کے لئے خاکسار کو دو دفعہ پاکستان جانا پڑا۔ اسی طرح ہمارے بڑے بھائی کی اہلیہ اور بچے کینیڈا سے کچھ دیر آکر ان کے پاس رہے۔ میری بڑی بہن کچھ دیر کے لئے امریکہ سے آکر رہیں اور چھوٹی بہن کچھ عرصہ کے لئے۔ اس دوران پشاور سے آتی رہیں۔ اس دوران چھوٹی بہن کو آسٹریلیا کا ویزا مل گیا اور ان کی فیملی کا آسٹریلیا مستقل سکونت کا پروگرام بن گیا۔ اس پر خاکسار نے ابا جان کو زور دیا کہ اب جبکہ سب بچے پاکستان سے باہر چلے گئے ہیں آپ اور امی بھی آجائیں کیونکہ ہم لوگوں کے لئے یہ مشکل ہو جائے گا کہ کوئی یہاں مستقل آپ دونوں کے پاس آکر رہے اور آپ دونوں کی عمر بھی ایسی ہے جہاں آپ کو کسی نہ کسی کی ضرورت ہے۔ باوجود کہ آپ کا دل بالکل ربوہ چھوڑنے کو نہیں تھا۔ میرے زور اور زیادہ اصرار پر اپنے بوجھل دل کے ساتھ یہاں آنے کا فیصلہ کیا کہ واقعتاً بچوں کے لئے یہ مشکل ہے۔ امی اور ابا جان کو ویزا ملنا بھی ایک معجزے سے کم نہیں والدہ کا ویزا ایک دفعہ Reject ہو چکا تھا اور اسی افسر کے پاس دوبارہ دونوں (امی ابا) کے ویزا کی Application گئی اور اسی افسر نے جس نے پہلی دفعہ والدہ کے ویزا کو بے شمار Objection لگا کر Refuse کیا تھا۔ دونوں کو ویزا دیا یہ محض خدائی سامان تھا۔ ورنہ ابا جان کی بیماری اور وفات اتنی اچانک ہوئی کہ ہم بچوں سے کسی ایک کے لئے اتنی جلدی بیرون ملک سے سب کچھ سمیٹ کر والدہ کے پاس پاکستان جا کر رہنا ناممکن تھا اور جس طرح ابا جان والدہ کو بچوں کے پاس چھوڑ کر بیرون پاکستان جاتے تھے اس طرح اب والدہ کو ہمارے پاس چھوڑ کر رخصت ہوئے۔

ابا جان کو زبانیں سیکھنے کا شوق تھا آپ کی زیادہ عمر بیرون پاکستان ہی گزری تھی اس لئے جس جگہ بھی گئے وہاں کی زبان سیکھی آپ پہلے غانا رہے جہاں انگلش پھر تنزانیہ جہاں سواحیلی اور پھر آئیوری کوسٹ میں آپ نے فرنچ سیکھی۔ آپ جب میرے پاس آئے تو یہاں بھی آکر آپ نے باقاعدگی کے ساتھ English Language Class میں داخلہ لیا اور بیماری سے پہلے چند ماہ یہ کلاسز لیں اور انہی چند ماہ میں آپ نے جلدی آسٹریلین لہجے کو سیکھ لیا کہ آپ ڈاکٹرز سے تمام باتیں خود ہی Discuss کرتے تھے۔ وفات سے ایک دن قبل بھی جو سینئرز ڈاکٹرز کی ٹیم آپ کو دیکھنے آئی اس سے بھی آپ نے خود بات چیت کی۔

اکثر لوگ یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی کی محتاجی سے بچائے اور چلتا پھرتا ہمیں اپنے پاس بلائے۔ یہ دعا آپ کے حق میں پوری ہوئی۔ ابا جان میرے پاس دسمبر 2007ء میں آئے تھے 6 ماہ بعد جولائی 2008ء میں آپ کو Leukemia کی تکلیف کا علم ہوا۔ باوجود کہ Leukemia بڑا کنٹرولڈ تھا اور ڈاکٹرز بڑے پُرامید تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر کچھ اور فیصلہ کر چکی تھی۔ جمعرات 25 ستمبر آپ کی Radiotherapy ہوئی جمعہ والے دن خاکسار کام کے بعد جمعہ پڑھ کر گھر گیا تو ابا جان نے بتایا کہ مجھے بہت کمزوری ہو رہی ہے مجھے ہسپتال لے جاؤ میں ابا جان کو لے کر ہسپتال گیا۔ ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد مجھے زبردستی گھر بھیجا کہ تم گھر جا کر کھانا کھاؤ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اگلے دن صبح جب میں ابو کے پاس ہسپتال گیا تو سینئر ڈاکٹر نے فون پر بتایا کہ Leukemic Cell بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور اگلے چند گھنٹوں میں ان کی وفات ہو سکتی ہے بظاہر آپ بالکل ہشاش بشاش تھے اور بالکل صحیح نظر آ رہے تھے۔ جماعت کے جو بھی احباب ملنے آئے وہ یقین نہ کرتے تھے کہ کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن تیسرے دن بروز سوموار شدید کمزوری ہو گئی اور 29 رمضان المبارک بروز منگل 30 ستمبر 2008ء کی صبح آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

ہماری والدہ بتاتی ہیں کہ ہم دو چھوٹے بہن بھائیوں سے ابا جان کو زیادہ انس تھا اور اگر ہماری والدہ کبھی سرزنش کرتیں تو ابا جان کہتے نہیں ان دونوں نے ہماری بڑھاپے میں خدمت کرنی ہے۔ عجیب خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہم دونوں بہن بھائی یہاں آسٹریلیا میں آئے اور یہیں ہمارے والدین آئے اور ہم دونوں کو نسبتاً دوسرے بچوں سے زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔

آخر میں احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم بچوں کو بھی ابا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین

مکرم منور احمد خالد صاحب

سمندروں میں دریا۔ ہستی باری تعالیٰ کی ایک دلیل

ہستی باری تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک ثبوت سمندروں کے اندر دریاؤں کا چلنا ہے۔ جو سطح سمندر پر بھی چلتے ہیں اور زیر سمندر بھی یہ دریا جن کو بحری روئیں کہا جاتا ہے ہزاروں میل لمبی اور سینکڑوں میل چوڑی بھی ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر Cromwell بحری رو 250 میل یا 400 کلومیٹر چوڑی ہے سطح سمندر سے 100 میٹر گہرائی میں چلتی ہے۔ 3500 میل لمبی ہے اور دریائے مسی پی Missipi سے ایک ہزار گنا زیادہ پانی لے کر چلتی ہے۔ گویا ایک ہزار دریائے مسیسپی کے برابر ہے۔ اس کی رفتار 1.5 بحری میل ہے۔

سطح سمندر کے اُوپر چلنے والی ایک بحری رو کی مثال ناروے چینل ہے جو ناروے کے شمال مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ چلتی ہے جس کی گہرائی 50 سے 100 میٹر اس بحری رو کا درجہ حرارت 2 سے 5 ڈگری ہوتا ہے جبکہ اس کے گرد سمندر کا درجہ حرارت 6 ڈگری ہوتا ہے۔ یہ شمال اوقیانوس نامی بحری رو سے مل جاتی ہے۔ اسی طرح ایک پرتگالی بحری رو ہے جو جنوب مشرقی پرتگالی ساحل کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ سست رفتار مگر گرم پانی کی رو ہے۔

سورج اور چاند کی کشش، طوفانوں کا آنا، پانی میں نمک کی کمی بیشی، درجہ حرارت کا بڑھنا گھٹنا، زمیں کی گردش اِن بحری رووٴں کا موجب ہیں۔ یہ بحری روئیں جب گرم علاقوں کی طرف جاتی ہیں تو اپنے ساتھ گرم پانی لے جاتی ہیں اور ٹھنڈے علاقوں کے سمندروں کو سردیوں میں جہاز رانی کے قابل اور ساحلی ملکوں کے درجہ حرارت میں اضافہ کر دیتی ہیں اس کی مثال یورپ کی خلیجی بحری رو ہے جو یورپی ملکوں میں اگر نہ ہوتی تو ان کے سمندر سردیوں میں یخ بستہ جم جاتے۔

اس طرح جو روئیں ٹھنڈے علاقوں سے گرم علاقوں کی طرف چلتی ہیں وہ اپنے ساتھ ٹھنڈا پانی لے جاتی ہیں جو گرم ساحلی علاقوں کے درجہ حرارت کو انتہائی گرم سے معتدل بنا دیتی ہیں اس کی مثال جزائر ہوائی ہیں کہ باوجود خطِ استوا کے قریب ہونے کے کیلیفورنیا نامی بحری رو کی وجہ سے جو ٹھنڈا پانی ساتھ لاتی ہے ان جزائر کا درجہ حرارت اردگرد کے اسی طول و بلد پر واقع ملکوں کے مقابلہ میں ٹھنڈا رہتا ہے۔ ایک ایسی بھی بحری رو ہے جو چلی سے چلتی ہے اور جنوبی افریقہ کے ملک نمیبیا تک جاتی ہے۔

اب تک 59 چھوٹی بڑی بحری روئیں دریافت ہو چکی ہیں جن سے بحر اوقیانوس میں 34 بحر الکاہل میں 19 شاید اسی وجہ سے بحر اوقیانوس کے مقابل بحر الکاہل کو کاہل کہا جاتا ہے کہ اس میں بحری روئیں کم ہیں اور اتنا متحرک نہیں ہے۔ بحر ہند میں 13 جنوبی سمندر میں 3۔

ان بحری رووٴں کے بیشمار فائدے ہیں ایک تو یہ Conveyor Belt کا کام انجام دیتی ہیں۔ سب سے پہلا تو موسموں کو معتدل رکھنے میں مدد دیتی ہیں سرد گرم ہواؤں کو ساتھ لا کر۔ دوسرے چلتے پانی میں آکسیجن کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور سمندری حیات خاص طور پر مچھلیاں ان رووٴں میں رہنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ آبی حیات خاص طور پر مچھلیوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ چلتے پانی میں بارآور ہونا اور افزائشِ نسل کرنا زیادہ پسند کرتی ہیں یہ روئیں ہی ہیں جو سمندروں کی گندگی کناروں پر لا کر پھینک دیتی ہیں کہ ان کی وجہ سے زیر پانی سمندر میں ارتعاش قائم رہتا ہے اور کھڑا پانی گدلا نہیں ہوتا جبکہ سطح سمندر پر تو ہوا کے تھپیڑے پانی کو متحرک رکھتے ہیں۔

جہاں جہاں سے یہ بحری روئیں گزرتی ہیں اپنے ساتھ بحری خوراک کا ذخیرہ ساتھ لے کر چلتی ہیں اس لئے ماہی گیر ان علاقوں سے مچھلیوں کے ٹرالر بھر کر لاتے ہیں یاد رہے کہ کبھی کبھی زلزلے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی سونامی لہریں جو نقصان کرتی وہ اپنی جگہ مگر جو فائدہ وہ سمندر کو متحرک کر کے انجام دیتی ہیں وہ اس نقصان کے مقابلہ میں کروڑوں گنا زیادہ ہے گویا سمندر دوبارہ آکسیجن لے کر زندہ ہو جاتا ہے۔ انڈونیشیا کے زلزلہ کے نتیجہ میں جو سونامی آئی اس نے تھائی لینڈ، سری لنکا، انڈیا بلکہ صومالیہ تک کے سمندروں کو نئی زندگی دی۔ کیا یہ سب اتفاق اور حادثہ ہے یا کسی علیم و خبیر صانع کی صفت ہے جو رب العالمین ہے اور کہتا ہے کہ خوراک کا ذمہ دار میں ہوں اس لئے اے لوگو بھوک اور افلاس کے ڈر سے اپنے بچے قتل مت کرو۔

پس وہی ہستی ہے جو ہستی باری تعالیٰ ہے جس کی قدرت نے یہ سب تخلیق کیا ہے۔ دنیاوی سمندروں کی طرح مذہب کے سمندر میں بھی جب روحانی سورج سے دوری کی وجہ سے طلاطم نہیں رہتا تو ان کا پانی بھی گدلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ان میں بھی روحانی آکسیجن کی کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت روحانی علماء اور مجددین اپنے اپنے علاقے اور دائرے میں اس کو متحرک کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنی محدود قدرتِ قدسیہ کی وجہ یہاں وہاں جوار بھاٹا تو پیدا کرتے ہیں لیکن پوری طرح سمندر کو متحرک نہیں کر سکتے۔ اور پھر وہ وقت آ جاتا ہے کہ **ظهر الفساد فی البر والبحر** کہ ہر خشکی اور تری میں فساد اور اندھیرا چھا جاتا ہے روحانی آکسیجن کی کمی کی وجہ سے مردہ کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ اس وقت ایک زبردست زلزلہ اور سونامی کی ضرورت ہوتی ہے جو تمام سمندر کو تہہ و بالا کر کے اس میں نئی آکسیجن اور زندگی پیدا کرے جو بڑے زور آور حملوں اور جھٹکوں کی وجہ سے مذہبی دنیا کو اتھل پتھل کر کے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کرے۔ چنانچہ اس زمانے میں اس قادر و توانا خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ ایک سونامی پیدا کی جس نے مذہب کی دنیا میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا (دین حق) کو ایک نئی آکسیجن ملی اور یہ سونامی پھیلتی جا رہی ہے اور اپنے وعدے کی طرف رواں ہے کہ

میں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

درہ شمشال۔ حسن و دلکشی سے بھرپور ستارہ

شمالی علاقہ جات کا ایک خوبصورت ٹریک جہاں تک پہنچنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے

مکرم اعجاز احمد کلیم صاحب

(قسط اول)

وطن عزیز پاکستان کا شمالی علاقہ بلاشک وشبہ عدیم المثال خوبصورتی اور دلآویزی کو پوری طرح اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ گمنام وادیاں صدائے پیہم دیتی ہیں کہ چلے آؤ سب بند توڑ کے، مصائب اور مشکلات کی سب خندقیں پار کر کے کہ یہاں بیتی ہوئی ساعتیں اور لمحے تمہارے لئے موتیوں کے ہار بن جائیں گے جن کو تم ایک ایک کر کے گنو گے کہ جیسے یہی متاع حیات ہے۔ چلے آؤ کہ یہاں حسن و دلکشی خوشنما پھولوں اور طلسماتی نغموں سے عبارت ہے۔ ایک بار چلے آؤ کہ تمہاری ان سرمئی پہاڑوں سے بہت پرانی آشنائی ہے جو کبھی کسی کو نہیں بھولتے اور دل و دماغ میں ایسی خواہشات کو جنم دیتے ہیں کہ پاؤں ان پر رقص کرتے نہیں تھکتے۔ ان کے بیچوں بیچ پتلی پتلی پگڈنڈیاں ہیں جو تمہارے قدموں کو چومنے کے انتظار میں گہری نیلی اور فیروزی جھیلوں کی طرف بل کھاتی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ایک بار ادھر مکھ موڑو کہ یہاں برف پوش چوٹیوں اور گہرے نیلے آسمان کے پس منظر میں مکمل سکوت ہے اور ہواؤں کی سرسراہٹیں کانوں میں رس گھولتی ہیں۔

یہاں ایک ایسے ٹریک کی تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں جو نازک طبع افراد پر یقیناً گراں گزرے گا۔ یہ ٹریک شمالی علاقہ جات (گلگت بلتستان) کے گاؤں شمشال سے شروع ہوتا ہے اور اسی گاؤں میں ختم ہوتا ہے۔ آجکل شمشال جانا بھی انتہائی مشکل ہو چکا ہے کیونکہ راستہ عطا آباد کی دریائے ہنزہ پر بننے والی جھیل نے بند کر دیا ہے اس جھیل کو کشتیوں پر پار کرنا پڑتا ہے۔ آپ پہلے گلگت جائیں گلگت سے ہنزہ کی گاڑی لیں۔ آجکل ہنزہ جانے کے لئے دریائے ہنزہ کے غربی کنارے پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ نو میل تک یونہی راستہ ہے بعد میں ایک پل سے دریا پار کر کے سڑک مشرقی کنارے آ جاتی ہے۔ علی آباد پہنچ کر عطا آباد جانے والی جیپ کا پتہ کریں جو تقریباً سارا دن وقفے وقفے سے جاتی رہتی ہیں۔ علی آباد ہنزہ سے عطا آباد کا کرایہ ڈیڑھ سو روپے ہے۔ یہ تقریباً ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ ایک گھنٹے بعد آپ سڑک چھوڑ کر لینڈ سلائڈنگ علاقہ سے گزرتے ہوئے۔ پتھروں اور مٹی پر سفر شروع کرتے ہیں۔ گرد و غبار اور خاک کا ایک طوفان برپا ہے جو کہ کھڑکیوں سے اندر آ کر آپ کو تھوڑی دیر میں حقیقت میں خاکسار بنا دے گا کیونکہ آپ کے سر منہ کپڑوں ہاتھوں پیروں غرض جسم کے ہر حصے پر خاک دکھائی دے گی۔ خاک پھانکتے ہوئے آپ عطا آباد جھیل کے کنارے جیپ سے اترتے ہیں جہاں بیشمار کشتیوں کی موجودگی اس جگہ کو بندرگاہ بنا رہی ہے۔ لوگ سامان اٹھا اٹھا کر کشتیوں میں لاد رہے ہیں۔ بعض کشتیوں سے نکال کر ٹرکوں اور ٹرالیوں پر چڑھا رہے ہیں۔ کشتیاں اتنی بڑی ہیں کہ خالی کشتی میں کسی کار کو بھی پار لے کر جایا جا سکتا ہے۔ اپنا سامان کشتی پر لادیں۔ تھوڑی دیر میں کشتی کے انجن چلا دیئے جاتے ہیں۔ انجن کی آواز کسی بدروح کی آواز سے مشابہ ہے۔ کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔ کشتی چکر کاٹ کر گہرے پانی کی طرف بڑھتی ہے۔ سیدھے رخ پر آ کر آگے روانہ ہوتی ہے۔ کشتی کا سفر مزہ دیتا ہے۔ جھیل کے اردگرد پہاڑ خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ اس فیروزی جھیل کی گہرائی کسی طور بھی پانچ سو سے چھ سو فٹ سے کم نہیں ہے۔ دو بار پہاڑی موڑ مڑنے کے بعد گاؤں آئین آباد دکھائی دیتا ہے۔ آئین آباد اب صرف چند مرلے کا گاؤں ہے جو کسی زمانے میں ایک بڑا گاؤں تھا۔ اب صرف وہاں دور سے تھوڑی سی ہریالی اور سفیدے کے درختوں کی پھننگیں دکھائی دیتی ہیں باقی سارا گاؤں یہ خونی جھیل نگل چکی ہے اور گاؤں والوں کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا ہے۔ کشتی میں بیٹھے لوگوں سے اس جھیل کے بارے میں پوچھیں تو ان کی باتیں سن کر ہر حساس دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جہاں کبھی ان لوگوں کی زمینیں تھیں پھلوں کے باغات تھے خوبصورت گھر تھے جن کی بنیادوں میں ان کے پرکھوں کا خون پسینہ شامل تھا۔ سب کے سب فنا ہو گئے تھے۔ تباہی اور بربادی اس جھیل کی شکل میں آپ کی نگاہوں کے سامنے مجسم ہے۔

تقریباً ایک گھنٹہ کشتی میں سفر کے بعد ششکٹ کا گاؤں آتا ہے یہاں کچھ لوگ موجود ہیں کچھ لوگ اترتے ہیں کچھ اور بیٹھتے ہیں اور کشتی گلمت کی طرف روانہ ہو جاتی ہے۔ کچھ دیر میں گلمت آتا ہے۔ گلمت سے بھی کچھ لوگ بیٹھتے ہیں اور کشتی اپنی آخری منزل حسینی کی طرف بڑھتی ہے۔ چند منٹ کا سفر آپ کو حسینی لے جاتا ہے۔ عطا آباد سے حسینی تک کشتی کا کرایہ سو روپیہ فی سواری ہے۔

حسینی پہنچ کر کشتی سے اتریں اور جیپ کا بندوبست کریں۔ خوش قسمتی سے آپ کو شائد کوئی ایسی جیپ مل جائے جو کہ سواری کے حساب سے آپ کو شمشال لے جائے۔ بصورت دیگر آپ کو سالم جیپ لینی پڑے گی جس کا کرایہ چار سے پانچ ہزار روپے ہے۔ حسینی سے پاسو تک سفر شاہراہ ریشم پر ہے۔ پاسو کیتھڈرل کے پاس پہنچ کر جیپ یکا یک بڑی سڑک کو چھوڑ کر دائیں طرف کچے راستے پر اترتی ہے۔ پاسو کیتھڈرل کے دامن سے گزرتے ہوئے آپ آگے بڑھتے ہیں۔ چیک پوسٹ پر شناختی کارڈ کا اندراج کرواتے ہیں اور چند منٹ کے بعد دریائے ہنزہ پار کر کے آپ اچانک ایک منحوس گھاٹی میں داخل ہوتے ہیں۔ جہاں انتہائی تنگ سڑک اور شمشال کے دریا کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ کسی بھی چیز کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کیونکہ گھاٹی اتنی تنگ ہے کہ جس کا تصور بھی ناممکن ہے۔ اس سڑک کی داستان بھی انتہائی المناک ہے، لیکن سڑک کی موجودگی شمشال کے لوگوں کی جفاکشی محنت اور مستقل مزاجی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پہاڑوں کو کاٹ کر بمشکل ایک جیپ کے گزرنے کا راستہ بنایا گیا ہے۔ اس سڑک پر سلائیڈنگ کا خطرہ بھی بے پناہ ہے۔ اگر سلائیڈنگ ہو جائے اور راستہ بند ہو جائے تو خود ہی گاڑی سے اتر کر راستہ درست کرنا پڑتا ہے۔ (ہمیں بھی کئی گھنٹے سڑک سے مٹی اور پتھر اٹھا کر راستہ بنانے میں صرف کرنے پڑے)

بہترین سڑک ڈیڑھ میٹر سے زیادہ چوڑی نہیں ہے۔ جہاں اندھے موڑ ہیں اور ساتھ ہی دور کئی میٹر نیچے دریائے شمشال ہے۔ اعصاب کو چٹخا دینے والے ہوا کے دوش پر لڑکھڑاتے لرزتے اور جھولتے ہوئے معلق پل ہیں۔ باریک پتھروں اور مٹی سے بھری ڈھلوانیں جابجا راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ نیچے گہرائیوں میں نظریں اٹھتی ہی نہیں اگر ادھر دیکھنے کی ہمت کی بھی جائے تو صرف ایک خیال ذہن میں آتا ہے کہ یہاں ڈرائیور کے پاس بال برابر بھی غلطی کی گنجائش ہرگز نہیں ہے۔ سارا راستہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دل کسی نے مٹھی میں بھینچ رکھا ہو۔

اسی سڑک پر ذت کے مقام پر سے دو دن پیدل سفر کر کے لپگر سر کے بیس کیمپ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ کئی گھنٹے شمشال کی تنگ گھاٹی میں دریائے شمشال کی ہمراہی میں کبھی دریا کی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف سفر کرنے کے بعد آپ ایک کھلی جگہ پر پہنچتے ہیں۔ دریا بائیں طرف ہے جبکہ دائیں طرف سے ایک عظیم الشان نالہ کئی حصوں میں منقسم دریائے شمشال کا حصہ بنتا دکھائی دیتا ہے۔ انتہائی دائیں جانب ایک پرانا پل ہے جو کہ اب ٹوٹ چکا ہے۔ شمشال کے لوگوں کے مطابق چند سال قبل جب ایک جیپ پل پار کر رہی تھی تو پل ٹوٹ گیا جیپ سیدھی نیچے نالے میں جا گری۔ لوگ ویسے ہی سیٹوں پر بیٹھے رہے کچھ لوگوں کو معمولی چوٹیں آئیں۔ پل ٹوٹنے کے بعد آج تک دوبارہ تعمیر نہیں کیا گیا گاڑیاں نالے کے بیچ میں سے ہی گزرتی ہیں۔ انجان ڈرائیور جیپ کو نالے کے بیچ میں لے جا کر پھنسا بیٹھتا ہے اور بندہ نہ آگے کا رہتا ہے نہ پیچھے کا (ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا) پھر نیچے اترو پتھر نکالو ٹھنڈے پانی میں چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں ٹھہرا جا سکتا لیکن پھر بھی ٹھہرنا پڑتا ہے۔ کچھ پتھر نکالنے پڑتے ہیں کچھ آگے لگانے پڑتے ہیں۔ کم از کم ایک سے ڈیڑھ گھنٹے میں جیپ نالے کے پار اترتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ شمشال جانا گویا ایک سزا ہے اور سزا بھی وہ جس کے بارے میں پتہ ہی نہ ہو کہ کب ختم ہو گی۔ ایک وقت تھا کہ یہ سارا سفر شمشال کے لوگ پیٹھ پر اپنی اشیائے خورونوش لاد کر پیدل طے کیا کرتے تھے یہ فاصلہ وہ دو سے تین روز میں طے کرتے تھے۔ جہاں 54 مختلف جگہ سے دریا کے پار جانا پڑتا تھا۔ اب یہی فاصلہ چار سے پانچ گھنٹے میں طے ہو جاتا ہے۔ نالہ پار کرنے کے کچھ دیر بعد مالنگٹی کا گلیشیئر آتا ہے۔ جو کہ بالکل دریائے شمشال کے اندر تک اترا پڑا ہے۔ سیاہ گلیشیئر میں سے کہیں کہیں جھانکتی سفیدی برفوں کا پتہ دیتی ہے۔

اس جیپ اور خوفناک گلیشیئر کے مناظر کی تصویر کشی الفاظ میں ممکن نہیں جو کہ دشاغل سر (7885 میٹر) کی پُرشوکت بلندیوں سے اتر کر دریائے شمشال کے کناروں تک جھکا پڑا ہے۔

مزید آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد اور کئی پہاڑی موڑوں سے مڑنے کے بعد شمشال گاؤں کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ شمشال میں تین مختلف گاؤں شامل ہیں۔ امین آباد، شمشال اور خضر آباد۔ سرسبز و شاداب کھیتوں کے بیچ میں کچی سڑک سے گزرتے ہوئے آپ تھوڑی دیر میں شمشال گاؤں پہنچتے ہیں۔ شمشال بہت بڑا گاؤں ہے۔ خشک پہاڑوں کے بیچ شمشال کو حقیقی جنت ارضی قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہاں سبزے کی بہتات ہے اور مہمان نواز شمشالی لوگ شمشال کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے ہیں۔

شمشال میں ایک بڑا گیسٹ ہاؤس موجود ہے۔ جس کا نام صفت گیسٹ ہاؤس ہے وہاں اچھے اور معیاری کھانوں کے ساتھ عمدہ رہائش کا بندوبست ہے۔ قلی اور راہنما (گائیڈ) کے لئے آپ کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ خود بخود آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ چار سو پچپن

روپے (2011ء کے مطابق) ایک دن کے ہیں جو بہر حال زیادہ نہیں ہیں۔ یہ لوگ راستے میں آپ کے لئے ہر معاملہ میں معاون ثابت ہوں گے۔

پہلا دن

شمشال گاؤں سے وُچ فرزین

ناشتے سے فارغ ہو کر صبح پانچ بجے دعا کے بعد گیسٹ ہاؤس چھوڑ دیں اور کچے راستے پر چلتے ہوئے گاؤں سے باہر نکل آئیں۔ گاؤں سے باہر آ کر ایک جگہ گدلے پانی کی تیز ندی رواں ہے۔ پائنچے اوپر کر لیں جوتے اتاریں اور اللہ کا نام لے کر ندی میں اتر جائیں پانی گھٹنوں تک ہے جو یکبار پیروں اور پنڈلیوں کو سن کرتا ہے۔ ندی پار کر کے دوبارہ جوتے پہنیں اور آگے کی راہ لیں۔ دور سے شمشال دریا پر بنا ایک پل دکھائی دیتا ہے۔ اس پل سے پہلے بائیں طرف شفاف پانی کا چشمہ ہے۔ وہاں سے بوتلیں بھر لیں کیونکہ راستے میں صاف پانی نہیں ہے آگے آ کر پل پار کریں۔ اس پل کا نام مائیکل برج ہے۔ یہ پل 1984ء میں تعمیر کیا گیا تھا جس کے لئے کینیڈین ڈاکٹر مائیکل نے رقم عطیہ دی تھی۔

پل کے بعد دریا آپ کے دائیں طرف آ جاتا ہے اور آپ تا حد نگاہ پھیلے پتھروں کے میدان میں چلنا شروع کرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد بائیں طرف زردگار بن اور بوسم پیر کی طرف جانے والا راستہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک تنگ گلی پہاڑوں کے بیچ جا رہی ہے۔ اسی راستے سے بچتے ہوئے سامنے کی طرف چلتے جائیں۔ پتھروں پر چلنا قدرے مشکل ہے۔ لیکن تازہ دم ہونے کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتا۔ تقریباً ڈیڑھ سے دو گھنٹے بعد آپ اسی مقام پر پہنچتے ہیں جہاں پامیر تنگ کا دریا شمشال کے دریا سے ملتا ہے۔ راستہ بند ہے بائیں طرف والے پہاڑ پر ایک واضح راستہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں سے چڑھائی کا آغاز کریں۔ چند منٹوں میں آپ پامیر تنگ دریا کی بہت ہی تنگ گھاٹی میں داخل ہوتے ہیں واضح راستہ معدوم ہونے لگتا ہے۔ معدوم ہوتے ہوتے بعض جگہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔ زاویہ یوں ہے کہ قدم جمنے نہ پائیں یکدم یہاں آنے کی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ دم سادھے سامنے کی طرف چلتے جائیں محسوس ہوتا ہے کہ سانس بھی لیا تو سنبھل نہ پائیں گے۔ خوف کی ایک عجیب کیفیت گھیراؤ کر لیتی ہے۔ یہ کیفیت مستقل ہے جب تک وہ راستہ ختم نہیں ہو جاتا۔ آدھے پونے گھنٹے میں یہ راستہ طے ہو جاتا ہے سامنے ایک پل نظر آتا ہے بلند راستے سے نیچے آ کر پل سے دریا پار کریں اور سامنے والے سیاہ پہاڑ پر چڑھائی شروع کر دیں۔ یہ چڑھائی انتہائی دشوار ہے پہاڑ کو ناک لگتی ہے۔ سیدھا چڑھنا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ دو قدم آگے اٹھیں تو چار قدم پیچھے پڑتے ہیں۔ پیچھے پڑنے والے قدم پھر آگے لے جانے کے لئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوتی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ آپ بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں۔ تنگ پامیر کا تند و تیز دریا نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ چڑھائی پر کئی موڑ مڑنے کے بعد آپ ایک میدان نما جگہ پر داخل ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ بلند ہو رہا ہے اور حوصلے کو پست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تھوڑی دیر میں چڑھائی ایک بار پھر شروع ہو جاتی ہے دھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کے ساتھ بلندی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

چڑھائی کا زاویہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ مزید ڈیڑھ گھنٹے بعد آپ ''گارسار'' نامی جگہ پر پہنچتے ہیں۔ گارسار کا مطلب ہے ''چٹان کی بلند ترین جگہ'' یہ قدرے ہموار جگہ ہے۔ جس کی بلندی 3502 میٹر ہے۔ یہاں سے پیچھے یزغل گلیشیئر کے شاندار مناظر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہسپر مزتاغ کی 7000 میٹر سے زیادہ بلند چوٹیوں کینا نگ چھش اور پومری چھش کا دھندلا منظر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

گارسار سے آگے راستہ یک دم تنگ ہوتا ہے۔ لیکن ہموار ہے لیکن کئی مقامات پر راستہ غائب ہے۔ وہاں مٹی اور بجری پر اس زاویے پر چلنا پڑتا ہے کہ دل اچھل کر حلق سے نکلتا محسوس ہوتا ہے۔ ٹانگیں انتہائی وزنی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ خوف پر قابو پاتے ہوئے اس جگہ سے گزرنا ہے کہ جیسے پل صراط ہو اور اس کے پار جنت ہے یقیناً جنت کا حصول اتنا آسان نہیں ہے۔ تقریباً بیس سے پچیس منٹ میں آپ شنج پہنچتے ہیں۔ راستہ مزید بدتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ راستے کا زاویہ اور مشکل ہو جاتا ہے اور قدم اٹھانا مشکل ترین۔ پچھتانے کی ضرورت نہیں گھر سے چار دن کا سفر کر کے آپ خود اس ''مصیبت بانو'' تک پہنچتے ہیں اب واپسی کا سوچنا بھی گناہ کے برابر سمجھیں۔

ہر قدم آخری قدم محسوس ہوتا ہے نرم بجری پر رکھا پاؤں پھسلتا ہے۔ پاؤں کے ساتھ اور پتھر پھسلتے ہیں اور کئی اور پتھروں کو لے کر سینکڑوں میٹر نیچے دریا کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ خیال ہے کہ کہیں آپ ان پتھروں کے ساتھی نہ بن جائیں دور پرے سامنے کی طرف شنج مرک کا درہ (4560 میٹر) دکھائی دیتا ہے۔ ان خوبصورت مناظر پر نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں۔ اس راستے کا ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ اچانک بلندی بڑھنے لگتی ہے۔ چڑھائی چڑھ کر اوپر پہنچیں تو یکدم اترائی آ جاتی ہے اور ایک دفعہ پھر چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ انسان بے اختیار اپنے آپ کو کوستا ہے برا بھلا کہتا ہے لیکن یہ راستہ شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ دوپہر ہو جاتی ہے بوتلوں میں پانی بھی ختم ہو رہا ہے۔ شنج مرک کا درہ بھی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ آخر کار آپ ایک ایسی جگہ پر پہنچتے ہیں جہاں سے یکدم بجری اور پتھروں پر نیچے اترنا ہے۔ اتنی گہرائی کہ انسان کی روح کانپ اٹھے کسی طرح سے بھی یہ 60 سے 70 درجے سے کم زاویہ نہیں ہے۔ ٹانگیں کانپتی ہیں پاؤں پھسلتے ہیں۔ دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔

دنیا کی ہر چیز اس راستے کے سوا ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔ شاید یہ زندگی کی بدترین مشکلات میں سے ایک ہے۔ کتنی بار پھسل کر نیچے آنا پڑتا ہے۔ سنبھلنا پڑتا ہے لیکن سنبھلنا انتہائی مشکل ہے۔ پتھر اور پتھروں کو لے کر نیچے جاتے ہیں۔ آپ پتھروں کے ساتھ پتھر بن کر پھسلتے ہیں۔ کئی پتھر ایڑھی سے آ کر ٹکراتے ہیں جو بعض اوقات آپ کو زخمی کر سکتے ہیں۔ بے بسی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ بے بسی کے عالم میں بے اختیار خدا یاد آتا ہے۔ جانے کتنی دیر اس عالم میں بیت جاتی ہے۔ وقت تو گویا تھم کر رہ گیا ہے۔ پھر اچانک نیچے چمکدار پانی پر نظر پڑتی ہے۔ قدموں میں تیزی آتی ہے لیکن تیزی مت دکھائیں یہ تیزی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ آخر کار آپ نیچے پانی کے قریب اترائی ختم کرتے ہیں۔ پیچھے منظر انتہائی مہیب ہے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کھڑی دیوار سے اتر کر آ رہے ہیں جس کو دیکھنے کے لئے سر اٹھانا پڑتا ہے۔ بلندی پستی میں تبدیل ہو چکی ہے اور پستی میں دائیں طرف سے بلندیوں سے اترتا ٹھنڈا پانی ہے جو پیاسے ہونٹوں کو تر کرتا ہے اور نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ پانی پار کر کے بائیں طرف مڑیں اور پھر ایک موڑ سے دائیں طرف مڑ جائیں ذرا چڑھائی چڑھیں تو سامنے ہی ایک پتھروں کا بنا جھونپڑا ہے جس کے سامنے تھوڑا نیچے صاف پانی کی ندی ہے یہ ''پست فرزین'' ہے جس کا مطلب ہے ''زیریں برچ کے درختوں کا جھنڈ'' اس کی بلندی (3517 میٹر) ہے۔ پست فرزین سے ندی کے ساتھ آگے چلیں اور بائیں طرف پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیں۔ سفر کا یہ حصہ سب سے خوفناک ہے۔ خطرناک چڑھائی جہاں پاؤں بھی رکھنے کو جگہ نہیں ہے۔ سانس ایک بار پھر گھٹتی ہے۔ پست فرزین کی چڑھائیاں حوصلہ پست کرتی ہیں لیکن دھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کے ساتھ سیدھے چڑھتے چلے جائیں ہر قدم پر بلندی بڑھ رہی ہے اور اگلا پاؤں اٹھانا دشوار سے دشوار تر ہو رہا ہے۔ پہاڑوں کو دیکھ کر اب شدید الجھن ہو رہی ہے۔ محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے وہ بے بسی پر قہقہے لگا رہے ہوں مذاق اڑا رہے ہوں۔ بے اختیار رونے کو دل چاہتا ہے ٹریکنگ کا بھوت اتر جاتا ہے کیونکہ (مجھے یقین ہے) ایسے ٹریک پر آپ کے قدم پہلے کبھی نہ پڑے ہوں گے۔ بہت دیر بعد جب پاؤں پتھر بن جاتے ہیں اور دم لبوں پر آ جاتا ہے اور آپ بہت زیادہ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں تو یکدم منظر بدل جاتا ہے۔

سامنے ایک اور نئی مصیبت منہ کھولے آپ کی منتظر کھڑی ہے۔ چڑھائیاں چڑھنے کے بعد اب نیچے سیدھی اترائی ہے۔ مسلسل تیز ہوا کی وجہ سے پہاڑ بھی عجیب و غریب شکلیں بنائے ہوئے ہیں۔ نرم بجری اور مٹی میں اترنا ایک انوکھا تجربہ ہے۔ زاویہ ایسا کہ آپ رکنے نہ پائیں اور مسلسل پھسلتے چلے جائیں۔ پتھروں اور مٹی کا ایک سیل رواں آپ کے ساتھ رواں ہے۔ سنبھلنے کی کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ کبھی ہاتھ نیچے لگا کر رکنا پڑتا ہے اور کبھی بازی گر کی طرح دونوں ہاتھوں کو جھلا کر اور اسی حالت میں بھی آپ نیچے گر رہے ہوتے ہیں۔ پھسلتے پھسلتے آپ اچانک دو مٹی کے عجیب و غریب شکل کے پہاڑوں کے بیچ گلی میں داخل ہوتے ہیں اور پھسلتے پھسلتے ہی رخ بدل کر بائیں طرف اور پھر کافی نیچے جانے کے بعد دائیں طرف اپنا رخ موڑنا پڑتا ہے۔

معاف نہ کرنے والی اترائیاں اور گہرائیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں۔ حیرت یہ ہے کہ وہ جوش و جذبہ کہاں گیا شائد ان مصائب اور مشکلات سے بہت دور چلا گیا ہے۔ لیکن نہیں وہ تو یہیں ہے بس ذرا دب گیا چھپ گیا۔ یاد رکھیں کہ دنیا میں کچھ حاصل کرنے کے لئے جوش و جذبہ کی اشد ضرورت ہے۔ وہ جوش و جذبہ جو آپ کے اندر ایک نئی روح پھونک دے کچھ بھی ہو جوش کی مشعلوں کو مدھم مت ہونے دیں۔ اس کی لگاموں کو مضبوطی سے تھام لیں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ لیں شانے سے شانہ ملائیں کہ آسمان بھی رشک کرے۔

آخر کار اترائی ختم ہوتی ہے اور انعام ملتا ہے ایک ٹھنڈے پانی کے چشمے کی صورت میں یہاں حقیقی معنوں میں کسی ایسے ہی انعام کی ضرورت تھی کیونکہ مٹی اور گرد نے آپ کو بھوت بنا رکھا ہے۔ منہ ہاتھ دھوئیں تازہ دم ہونے پر ہی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اردگرد برچ کے درخت ہی درخت ہیں۔ سرسبز و شاداب جگہ پر چشمے کا پانی بہہ کر پتھروں میں جذب ہو رہا ہے۔ سامنے پہاڑ میں ایک غار نما جگہ ہے جہاں رات گزاری جا سکتی ہے۔ لیکن بہتر جگہ مزید 15 منٹ کے فاصلے پر ہے۔ البتہ پانی یہیں سے ساتھ لے جانا پڑتا ہے۔ کسی قدر اترائی اتر کر ہموار جگہ پر ایک جھونپڑا موجود ہے۔ یہاں مت رکیں مزید آگے ایک جھونپڑا دکھائی دیتا ہے۔ آج کی منزل یہ جھونپڑا ہے۔ اس جگہ کا نام ''وچ فرزین'' ہے۔ جس کا مطلب ہے بالائی برچ کے درختوں کا جھنڈ اس جگہ کی بلندی (3365 میٹر) ہے۔ جھونپڑے کے پیچھے چند فٹ کے فاصلے پر نیچے دور پامیر تنگ کا دریا تنگ گھاٹی میں شور مچاتا اور پتھروں سے سر پھوڑتا شمشال کے دریا کی طرف رواں دواں ہے۔ یہاں ہوا بالکل بھی محسوس نہیں ہوتی اس لئے سردی کا نام و نشان نہیں ہے جھونپڑے میں کھانے پینے کی چیزیں بھی موجود ہیں اور چٹائی بھی ہے۔ پتھروں کا بنا چولہا درمیان میں ہے۔ ساری دیواریں دھوئیں کی وجہ سے کالی سیاہ ہو چکی ہیں۔ یہاں بھی سویا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ آپ خیمہ لگا لیں کیونکہ جھونپڑے میں چوہوں کی بہتات ہے جو رات کو سوتے ہوئے آپ کو کئی بار ہڑبڑا کر اٹھنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم لقمان احمد کشور صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی منجھلی بیٹی فاطمہ علی نے سات سال نو ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی ہے۔ موصوفہ کی والدہ کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مورخہ 8 جون 2012ء کو تقریب آمین منعقد ہوئی جس میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کوارٹرز ربوہ نے بچی سے قرآن کریم سنا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بچی کو ہمیشہ قرآن کی روشنی سے اپنا سینہ منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اس کی تعلیمات پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کرے۔ آمین

تصحیح اعلان ترکہ

(مکرم منصور احمد خان صاحب ترکہ
مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب)

مورخہ 15 جون 2012ء کے روزنامہ الفضل کے صفحہ 7 پر مذکورہ بالا ترکہ کے حوالے سے اعلان شائع ہوا تھا۔ جس میں سہواً قطعہ مذکورہ کا رقبہ 1 کنال 2.6 مرلہ تحریر کر دیا گیا۔ جبکہ قطعہ نمبر 3/2 محلّہ دارالصدر کا اصل رقبہ 3 کنال 2.6 مرلہ مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب کے نام منتقل کردہ ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

نکاح

مکرم جماعت علی صاحب دارالصدر شرقی طاہر عقب ہسپتال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم ذوالفقار احمد صاحب دارالصدر شرقی طاہر ربوہ حال مقیم یوگنڈا کے نکاح کا اعلان مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم مبشر احمد بٹ صاحب کارکن طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے ساتھ مورخہ 21 جون 2012ء کو مبلغ 4 لاکھ روپے حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بیت المبارک ربوہ میں کیا۔ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ مکرم عمر دین بٹ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ دونوں فریقوں کیلئے بابرکت فرمائے۔ آمین

سالانہ پکنک

(سیکرٹریان تحریک جدید کراچی)

سیکرٹریان تحریک جدید، جماعت احمدیہ کراچی کی سالانہ پکنک کا اہتمام مورخہ 17 جون 2012ء کو بشیر آباد سٹیٹ میں کیا گیا بیت الرحیم کراچی سے صبح 8 بجے دعا کے ساتھ روانگی ہوئی۔ دوپہر 12 بجے منزل پر پہنچے۔ مکرم خالد محمود خان صاحب مینیجر بشیر آباد سٹیٹ اور دیگر عہدیداران نے وفد کا استقبال کیا۔ ریفریشمنٹ کے بعد شرکاء نے باغ کی سیر کی۔ مکرم خالد صاحب نے آم کی اقسام، پیکنگ، ترسیل اور دیگر فصلوں کے بارہ میں آگاہ کیا۔ شدید گرمی کے باعث شرکاء نے ٹیوب ویل اور نہر کی سہولت سے استفادہ کیا۔ بعدازاں ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا آم بھی پیش کئے گئے۔ ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد شام 5 بجے دعا کے ساتھ کراچی واپسی ہوئی۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عہدیداران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب ایڈیشنل جنرل سیکرٹری اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

مکرم منیب احمد میر صاحب ابن مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب مرحوم سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے نکاح کا اعلان مورخہ 9 مارچ 2012ء کو بعد نماز عصر بیت الفتوح لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمراہ مکرمہ فریحہ خان صاحبہ بنت مکرم صالح محمد خان صاحب آف بیلجیئم مبلغ 10 ہزار سٹرلنگ پونڈ حق مہر پر فرمایا اور دونوں مخلص خاندانوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد مورخہ 31 مارچ 2012ء کو بیلجیئم میں مقامی ہوٹل میں رخصتی عمل میں آئی۔ دعوت ولیمہ مورخہ 16/اپریل 2012ء کو دفتر روزنامہ الفضل کے لان میں منعقد ہوئی۔ جس میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کروائی۔ دلہن مکرم فتح محمد خان صاحب آف دارالنصر غربی کی پوتی اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ جبکہ دلہا مکرم حکیم عبدالرحیم میر صاحب حال جرمنی کا پوتا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

ولادت

مکرم نوید اعوان صاحب جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 27 مئی 2012ء کو بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام مریم اعوان تجویز ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نومولودہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، خادمہ دین اور ہم سب کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سیف علی شاہد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع میر پور خاص تحریر کرتے ہیں۔

مکرم نور محمد صاحب مرڑانی بلوچ آڈیٹر جماعت احمدیہ میر پور خاص شہر وضلع ریٹائرڈ ڈائریکٹر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف سندھ میر پور خاص مورخہ 27 جون 2012ء کو بعمر 61 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز صبح 11 بجے گیسٹ ہاؤس میر پور خاص میں محترم حافظ عبدالرحمٰن صاحب مربی ضلع نے پڑھائی۔ جس میں میر پور خاص کے علاوہ نوکوٹ اور عمرکوٹ کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعدازاں آپ کی میت کو بذریعہ وین ربوہ لیجایا گیا جہاں پر مورخہ 28 جون صبح 11:00 بجے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے لان میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم چودھری مظہر اقبال صاحب ناظم ارشاد وقف جدید نے دعا کروائی۔ آپ کا خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا اس طرح جماعت اور ذیلی تنظیم انصاراللہ کے ساتھ بھی گہرا تعلق تھا۔ مکرم نور محمد صاحب مرحوم انتہائی ملنسار، دعا گو، سادہ مزاج غریب پرور اور درویش صفت انسان تھے۔ چندوں کی ادائیگی بروقت کرتے تھے۔ واقفین اور مرکز سے آنے والے بزرگوں کا بے حد احترام کرتے تھے بڑی خوشی اور اصرار کر کے ان کو اپنے گھر پر بلاتے اور پر تکلف مہمان نوازی کرتے اور مہمانوں کی خدمت میں سندھی اجرک کا تحفہ پیش کرتے اور خوش ہوتے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ سکینہ نور صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا مکرم ڈاکٹر الطاف حسین صاحب واقف زندگی الہدی ہسپتال مٹھی، امیر حلقہ وصدر جماعت احمدیہ مٹھی اور دو بیٹیاں محترمہ مہتاب بلوچ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یونس صاحب بلوچ میر پور خاص اور محترمہ فہمیدہ بلوچ صاحبہ اہلیہ مکرم اصغر عزیز صاحب ایڈووکیٹ میر پور خاص یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماتے ہوئے اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ٹھیکیدار سعود احمد ناصر صاحب دارالشکر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چچی جان اور خوشدامن محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم غلام قادر صاحب مرحوم مورخہ 4 جولائی 2012ء کو مختصر علالت کے بعد طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ بوقت وفات ان کی عمر 85 سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ 5 جولائی کو گرین بیلٹ عقب مریم گرلز ہائیر سیکنڈری سکول دارالنصر میں مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ وکالت وقف نو نے پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی مربی صاحب موصوف نے ہی کروائی۔ مرحومہ نے اپنے خاوند محترم جن کی وفات 1996ء میں ہوئی تھی کے بعد 16 سال کا عرصہ بے حد صبر سے گزارا اور کبھی بھی زبان سے ناشکری کے کلمات نہ نکالے۔ گزشتہ چار سال سے خاکسار کے پاس محلّہ دارالشکر شمالی میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ بے انتہا مہمان نواز، خوددار اور جماعتی طور پر نہایت خدمت گزار خاتون تھیں۔ بہت صابر وشاکر تھیں۔ آپ نے ایک بیٹا مکرم نصیر احمد صاحب حال جرمنی اور دو بیٹیاں مکرمہ امۃ الحی صاحبہ زوجہ خاکسار دارالشکر شمالی ربوہ اور مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم مبارک احمد صاحب ربوہ سوگواران چھوڑے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے
احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد
صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ :041-2614838
شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ :041-8549093
ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن
بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

17 جولائی 2012ء

12:05 am	مسلم سائنسدان
12:25 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
1:20 am	راہ ہدیٰ
2:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2012ء
3:55 am	پیس سمپوزیم
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:35 am	ان سائیٹ
5:50 am	الترتیل
6:15 am	دورہ حضور انور
7:00 am	کڈز ٹائم
7:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2012ء
8:45 am	پیس سمپوزیم
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	خطاب حضور انور وقف نو اجتماع یوکے 2011ء
1:00 pm	ان سائیٹ
1:35 pm	Bird Watching
2:00 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سندھی سروس
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	مشاعرہ
9:00 pm	آنحضرت ﷺ کے بارے میں پیشگوئیاں
9:25 pm	سیرت النبی ﷺ
10:00 pm	فرنچ پروگرام
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	وقف نو یوکے اجتماع

18 جولائی 2012ء

12:30 am	عربی سروس
1:30 am	ان سائیٹ
2:00 am	آنحضرت ﷺ کے بارے میں پیشگوئیاں
2:30 am	Tin Can Bay
3:00 am	سیرت النبی ﷺ
4:00 am	سوال وجواب
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	وقف نو یوکے اجتماع
7:30 am	فرنچ پروگرام
8:00 am	The Can Bay
8:25 am	آنحضرت ﷺ کے بارہ میں پیشگوئیاں
9:00 am	سیرت النبی ﷺ
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
11:50 am	اطفال الاحمدیہ یوکے اجتماع 2011ء
12:55 pm	ریئل ٹاک
2:00 pm	سوال وجواب
2:55 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سپینش سروس
4:55 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:20 pm	الترتیل
5:40 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اکتوبر 2006ء
6:45 pm	بنگلہ سروس
7:50 pm	فقہی مسائل
8:25 pm	کڈز ٹائم
8:55 pm	فیتھ میٹرز
9:55 pm	طبی مسائل
10:30 pm	الترتیل
10:55 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:15 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2011ء

19 جولائی 2012ء

12:20 am	ریئل ٹاک
1:25 am	فقہی مسائل
2:00 am	کڈز ٹائم
2:35 am	طبی مسائل
3:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اکتوبر 2006ء
4:15 am	انتخاب سخن
5:10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:40 am	الترتیل
6:05 am	اطفال الاحمدیہ یوکے اجتماع 2011ء
7:05 am	فقہی مسائل
7:45 am	مشاعرہ
8:45 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
11:55 am	طلباء کی ملاقات ریکارڈنگ 4 مئی 2009ء
12:05 pm	Beacon of Truth (سچائی کانور)
1:35 pm	ترجمۃ القرآن
2:40 pm	انڈونیشین سروس
3:45 pm	پشتو سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:35 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کانور)
7:00 pm	بنگلہ سروس
7:45 pm	آئینہ
8:20 pm	انتخاب سخن
9:25 pm	ترجمۃ القرآن
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:15 pm	طلباء کے ساتھ ملاقات

ربوہ میں طلوع وغروب 11 جولائی

طلوع فجر	3:41
طلوع آفتاب	5:08
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	7:18

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

سروس شوز پوائنٹ کالج روڈ سے اقصیٰ روڈ پر منتقل ہو چکی ہے
سروس شوز پوائنٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
سکول شوز کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
0476212762-0301-7970654

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وکمرشل
زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل
طالب دعا: میاں عبدالسمیع، میاں عمر سمیع، میاں سلمان سمیع
A-81 سٹیل شیٹ مارکیٹ لنڈا بازار لاہور
Mob:0321-9469946-0321-8469946
TeL:042-7668500-7635082

Homoeopathy ھوالشافی The Nature's Wonder
سرجری سے پہلے جہاں اور بھی ہیں
اپنی رپورٹس اور نسخہ جات لے کر اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں
پرانی بیماری مشورہ فیس=/200 روپے
زیر نگرانی: سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط (ہومیوفزیشن)
سنٹر فار کرانک ڈیزیز
طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
047-6005688 0300-7705078

FR-10

گلیوں، بازاروں، مارکیٹوں کو صاف رکھیں
حکیم منور احمد عزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے
دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

رمضان المبارک کے مہینہ میں
سیل۔سیل۔سیل
گل احمد، الکرم، فائیو سٹار، فردوس،
کرسٹل کلاسک، کولیکشن لان، چائنہ لان،
نیز تمام برانڈ کی ڈیزائنر لان پر سیل جاری ہے۔
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ربوہ
نوٹ ریٹ کے فرق کے خرید اہوا مال واپس ہو سکتا ہے

ہر قسم کی گاڑیوں کی خرید وفروخت کی جاتی ہے
سلطان آٹو سٹور + ورکشاپ
ہر قسم کی گاڑیوں کے پارٹس دستیاب ہیں
ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل ورکس
فواد احمد: 0333-4100733
لقمان احمد: 0333-4232956
429 بی پاک بلاک لنک وحدت روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور